بہار کے پھول

یعنی

چھوٹے لڑکوں کے لئے آسان اور دلچسپ نظمیں

مصنفہ

جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری

سنہ ۱۹۴۰ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

بار سوم

قیمت ۳

بہار کے پھول

بار سوم

۱۹۴۰

فہرست



دیباچہ

دنیا کی چیزوں کو بچّہ کے نقطہ نظر سے دیکھ کر ان کے متعلق سادہ اور سلیس زبان میں نظم کہنا گو بظاہر کچھ دشوار نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن اس کی مشکلات اسی امر سے ظاہر ہیں۔ کہ اب تک صرف گنتی کے چند شعرا ایسی نظمیں اتنی تعداد میں کہہ سکے ہیں۔ جن کا مجموعہ ایک ننھی سی کتاب کی ضخامت اختیار کر سکتا ہو۔

صرف سلیس زبان میں کہنے کی مشکل نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مشکل سلیس خیالات کی پابندی ہے۔ یہ دو ہی طرح ہو سکتا ہے۔ یا تو شاعر خود بچّہ بن جائے۔ یا بچّے کے دل میں اپنی جگہ بنا لے۔ اور اس کے فکر اور جذبات کے طبعی راستے دیکھے۔ اور ان پر چلے، ہر سلیم الطبع شخص دیکھ

سکتا ہے۔ کہ یہ دونوں طریقے کس قدر دشوار ہیں۔ ان موانع پر بھی اس کوچے میں قدم رکھنا ظاہر ہے۔ کہ کسی داد کی اُمید پر تو ہو نہیں سکتا۔ لیکن کسی حالت میں اس کا صلہ بیداد بھی نہیں ہونا چاہیئے ؛

ان دنوں اخباروں۔ رسالوں اور مشاعروں میں جناب حفیظ کے کلام کا جس سرگرمی سے خیر مقدم ہوتا ہے۔ اور انہیں اپنے کمالات پر جس جوش و خروش سے داد ملتی ہے۔ اس کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ان کا ننھّے بچّوں کی تفریح طبع کے لئے نظمیں کہنے کا وقت نکال لینا یقیناً ایسے تمام حضرات کے شکریے کا مُستحق ہونا چاہیئے۔ جو بچّوں کی تعلیم و تربیت میں دلچسپی لیتے۔ اور ان کے لئے غذائے روح بہم پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں ؛

بہار کے پھُول میں نظموں کے موضوع ایسے حسنِ مذاق

سے منتخب کئے گئے ہیں - کہ بچّہ کی دُنیا کی روشنیاں - رنگ
رونقیں اور دلچسپیاں جابجا جھلکتی ہوئی نظر آتی ہیں - عید
شبرات اور دیوالی - دسہرے کے تہوار - گنگا اشنان اور بہار
بسنت اور برسات کے موسم بچّوں کے لئے گوناگوں مسرتیں
اور مشاغل اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں - اور ان موقعوں پر
ہر بچّہ خوشی سے بے خود سا ہو جاتا ہے - رہٹ کی سہانی اور
میٹھی میٹھی صدا - اور دھوبی کی چھوا چھو - سننے سے کبھی بچّوں
کا جی نہیں بھرتا ہے - محتاج اور معذور لوگوں کے دکھ پر -
بہن بھائیوں سے جدا ہو کر ننھّا سا دل بھر آتا ہے - دھنک
کی رنگین کمان - اور ہلال کے خوش نما جھولے - جگنوؤں کی
ننھّی ننھّی لال ٹینیں - اور اُڑتے ہوئے پھولوں سی تیتریوں
کو دیکھ کر بچّے کا دل طرح طرح کے گہرے اور مبہم جذبات
سے لبریز ہو جاتا ہے - یہ کتاب ان ہی ننھّی ننھّی خوشیوں

غموں- کھیل تماشوں اور بے قراریوں کی ایک رنگین تصویر ہے ؛

اُمید ہے - بچّے اس کتاب کو نہایت دلچسپی سے مطالعہ کریں گے - اور حفیظ صاحب کی یہ کوشش اس قسم کی اَور تصانیف کے باب میں دوسرے اہلِ قلم کے لئے نقشِ قدم کا کام دے گی ؛

تاج

سونے والو جاگو

جاگو سونے والو جاگو
وقت کے کھونے والو جاگو
جاگے عبادت کرنے والے
سجدوں میں سر دھرنے والے
باغ میں چڑیاں بول رہی ہیں
کلیاں آنکھیں کھول رہی ہیں
پھول خوشی سے جھوم رہے ہیں
پتّوں کا منہ چوم رہے ہیں

جاگ اُٹھے دریا اور نہریں
جاگ اُٹھیں موجیں اور لہریں
ناؤ چلانے والے جاگے
پار لگانے والے جاگے
کوّے کالے کالے جاگے
سب کو جگانے والے جاگے
مال خزانے والے جاگے
دفتر جانے والے جاگے
کاروباری جاگ اُٹھے ہیں
سب بیوپاری جاگ اُٹھے ہیں
بنئے اور حلوائی جاگے
بابو جاگے نائی جاگے
منڈی کے مزدور بھی جاگے

دوڑ رہے ہیں پیچھے آگے
بولی بولنے والے جاگے
سودا تولنے والے جاگے
ساری دُنیا جاگ رہی ہے
کام کی جانب بھاگ رہی ہے
لکھنے پڑھنے والو جاگو
پھُولنے بڑھنے والو جاگو
مُنہ دھو دھا کر ناشتہ کھاؤ
بستہ لے کر مدرسے جاؤ
صبح کا سونا خوب نہیں ہے
اچھّا یہ اسلوب نہیں ہے
جاگو سونے والو جاگو
وقت کو کھونے والو جاگو

بہار

بہار آگئی پھول کھلنے لگے
ہوا کے ہنڈولوں میں ہلنے لگے
لگیں پھر نئی کونپلیں پھوٹنے
درختوں پہ جوبن لگا ٹوٹنے
چراگاہوں میں پھر اُگی سبز گھاس
زمینوں نے پہنا ہے دھانی لباس
درختوں پہ پھر ایک شان آگئی
یہ مُردے تھے اب ان میں جان آگئی
بس اب آم لگ جائیں گے دیکھنا
کہ آموں کے پیڑوں پہ مور آگیا

خزاں کو نظر اب ہے بھولی ہوئی
کہ کھیتوں میں سرسوں ہے پھولی ہوئی

یہ رنگت کریں کیوں نہ آنکھیں قبول
زمرّد کے پودے ہیں سونے کے پھول

ہَوا ہو تو کھیتوں کا دیکھو سماں
ہیں دریا میں سونے کی موجیں رواں

ستاروں سے بھی ہم کو پیارے ہیں پھول
ہماری زمیں کے ستارے ہیں پھول

پرندے لگے بولنے بولیاں
جمانے لگے کھیت میں ٹولیاں

وہ اُڑتی ہے ننھّی سی اک تیتری!
پری ہے پرستاں سے آئی ابھی

یہ پھر آگئیں شہد کی مکھّیاں

چلی جاتی ہیں سردیوں میں کہاں؟

ہر اک پھول پر بھن بھنانے لگیں
درختوں پہ چھتّے بنانے لگیں

لگائی ہے پھر چیونٹیوں نے قطار
ہُوا گرم اُن کا بھی اب کاروبار



جُگنُو

لو رات ہو گئی ہے۔ لو چھا گیا اندھیرا
باغوں بسنے والے۔ سب لے چلے بسیرا

ہر سمت آسماں پر۔ تارے چمک رہے ہیں
تارے جو ہیں زمیں پر اُن کو یہ تک رہے ہیں

پُوچھوگے تم۔ زمیں کے۔ وہ کون سے ہیں تارے؟
آؤ تمہیں دکھائیں۔ تارے وُہ پیارے پیارے

دیکھو چمک رہے ہیں۔ باغوں میں باڑیوں میں

کیا اُڑ رہے ہیں ہر سُو - کھیتوں میں جھاڑیوں میں

یہ ننھی لال ٹینیں - کیا جگمگا رہی ہیں!
اِس سمت آ رہی ہیں - اُس سمت جا رہی ہیں

ہیں آگ کے پتنگے - یا پھول پھل جھڑی کے؟
کیا نور سے بھرے ہیں - یہ ننھے ننھے کیڑے

تم جانتے ہو اِن کو؟ جگنو ہے نام اِن کا
اندھیاریوں کو روشن - کرنا ہے کام اِن کا

اُڑنے کو ننھے ننھے - قدرت نے پر دِئے ہیں
اِن کی دُموں کے اندر کیا نور بھر دِئے ہیں

پیڑوں کی ڈالیوں پر۔ جُگنُو چمک رہے ہیں
اور اُن کی روشنی سے۔ پتّے دمک رہے ہیں

کیا خُوش نما ہیں دیکھو۔ قُدرت کے کارخانے
قُدرت کے کارخانے۔ قُدرت ہی خوب جانے

بسنت پنچمی

نہ سردی بہت ہے نہ گرمی بہت
کہ دُھوپ اور ہوا میں ہے نرمی بہت
بہت خوش ہیں اب لڑکیاں بالیاں
بسنتی رنگانے لگیں چُنریاں
اسی رُت میں ملتا ہے جینے کا لُطف
پہننے کا اور کھانے پینے کا لُطف
لہُو میں ہے کچُھ جوش سا آگیا
ہے خود سیر کرنے کو جی چاہتا
جو سردی کے مارے نکلتے نہ تھے
نکلتے ہیں دو وقت اب گھُومنے

بڑھی آج رونق ہے بازار کی
یہ خوشیاں ہیں موسم کے تہوار کی
گنوار آئے ہیں خوب گاتے ہوئے
ہُڑک اور ڈفلی بجاتے ہوئے
وہ نکلے ہیں بن ٹھن کے بالے جواں
سروں پر بسنتی ہیں سب پگڑیاں
بڑی بھیڑ بھاڑ اور ریلا ہے آج
نہ کیوں غُل غپاڑا ہو میلا ہے آج
سکولوں کے لڑکوں کی دیکھو پھبن ا
سروں پر بسنتی کھلا ہے چمن
سکھایا کتابوں نے ان کو شعُور
یہ بے کار کھیلوں سے رہتے ہیں دُور
کتابوں کو پڑھنے پڑھاتے ہیں یہ

اِک اپنا ہی میلا لگاتے ہیں یہ
کھلنڈرے لڑاتے ہیں دیکھو پتنگ
زمیں پر ہیں آپ۔ آسماں پر ہے جنگ
جو کٹ جائے گُڈّی تو لُٹتی ہے ڈور
وُہ کاٹا' وُہ کاٹا' کا ہوتا ہے شور
یہ کنکوّے کا کھیل اچّھا نہیں
کوئی فائدہ اس سے ہوتا نہیں
نہ ورزش نہ کوئی ہُنر اس میں ہے
بلندی سے گرنے کا ڈر اس میں ہے
یہ موسم ہے اچّھا کرو خُوب سَیر
اُٹھو' گھر سے نکلو' کھُلیں ہاتھ پَیر

اب وقت قیمتی ہے

سالانہ امتحان میں۔ بس رہ گیا مہینہ
محنت میں ایک کردو۔ اب خُون اور پسینہ
ہر وقت کھیلنے کا۔ اچھّا نہیں قرینہ
اب وقت قیمتی ہے
اب وقت قیمتی ہے
سارا برس گزارا۔ لیکن سمجھ نہ آئی
بے کار بیٹھنے میں۔ کیا پائیں گے بھلائی
ہمت کرو کہ سر پر۔ ہے امتحان بھائی
اب وقت قیمتی ہے
اب وقت قیمتی ہے

جو وقت کھو چکے ہو - اب اس کی فکر چھوڑ دو
دل یاس سے نہ باندھو - اُمید کو نہ توڑ دو
لاؤ کتاب اُٹھاؤ - محنت سے مُنہ نہ موڑ دو
اب وقت قیمتی ہے
اب وقت قیمتی ہے



اندھا

وُہ سڑک پر ایک اندھا آ رہا ہے دیکھنا!
کیسے ہولے ہولے لاٹھی ٹیکتا ہے دیکھنا!
چاپ چلنے والوں کے پاؤں کی سُنتا ہے مگر
کوئی چہرہ اس بچارے کو نہیں آتا نظر
اس نے پیاری پیاری چڑیوں کو نہیں دیکھا کبھی
بولیاں اُن کو سمجھتا ہے یہ رنگا رنگ کی
خُوب صورت پھُول کی صُورت کبھی دیکھی نہیں
لہلہاتے سبزے کی رنگت کبھی دیکھی نہیں
آسماں پر اس نے تاروں کی چمک دیکھی نہیں
ابر کے پردے میں بجلی کی جھلک دیکھی نہیں

دھوپ تاپی ہے۔ مگر دیکھی نہیں ہے روشنی
کچھ خبر اس کو نہیں۔ ہوتی ہے کیسی چاندنی
جب سے یہ پیدا ہُوا۔ دیکھی نہیں ہے کوئی شَے
زندگی بے چارے کی گویا اندھیری رات ہے
صُبح کا سُورج کبھی اس کے لئے چمکا نہیں
یعنی اس کو کچھ اندھیرے کے سوا سُوجھا نہیں
آگ ہی دیکھی ہے اس نے اور نہ دیکھا ہے دھُواں
جانتا ہے گرم ہاتھ اپنے عزیزوں کے نشاں
موسموں کا اس نے دیکھا ہی نہیں ہے رنگ رُوپ
سائے کو ٹھنڈک سمجھتا ہے یہ اور گرمی کو دُھوپ
راستہ چلتا ہے بے چارا بڑی مشکل کے ساتھ
رہتی ہے لاٹھی سہارے کے لئے بس اس کے ہاتھ
پیارے بچّو دی خدا نے آنکھ سی نعمت تمہیں

اس لئے اندھوں کی کرنی چاہیئے خدمت تمہیں
تھام لو ہاتھ اس کا۔ اپنے ساتھ لے جاؤ اسے
یہ جہاں جاتا ہے آسانی سے پہنچاؤ اسے
اور جو دُنیا میں چیزیں دیکھتے رہتے ہو تم
خُوب صُورت۔ خُوش نما۔ اچھّی جنہیں کہتے ہو تم
پیارے پیارے پھُول۔ پتّے۔ چاند۔ سورج۔ آسماں
حال اندھے سے کرو ان ساری چیزوں کا بیاں
تم کو آتی ہو جو بات اس کو سُنانی چاہیئے
اور اندھوں پر ہمیشہ مہربانی چاہیئے



شبرات

پھیلی ہوئی لڑکوں میں ہیں کس بات کی خوشیاں؟
شبرات کی خوشیاں بھئی شبرات کی خوشیاں!

لڑ لڑ کے ہر اک نے لئے ماں باپ سے پیسے
بازار سے لائے ہیں انار اور پٹاخے

بعضوں نے ہے خود آپ ہی بارُود بنایا
جھنابیاں بھر بھر کے ہے اک ڈھیر لگایا

ہر گھر میں سرِ شام ہی پکنے لگے حلوے
منگتوں کے گلی کوُچوں میں ٹھٹ لگ گئے کیسے!

میدان میں لڑکوں نے لگایا ہے اکھاڑا
اِک جنگ کی صورت میں جمایا ہے اکھاڑا

کس شوق سے چھٹتی ہے ہوائی پہ ہوائی
ناروں سے تو منظور نہیں ان کو لڑائی؟
جب آگ اناروں کو دکھا دیتے ہیں لڑکے
میدان میں گلزار کھلا دیتے ہیں لڑکے
وہ تُومڑیاں چھوڑی ہیں وہ چھوڑے ہیں پٹاخے
وہ ہٹ گئے اک سمت کو پھرتی سے اُچک کے
میدان میں کیا ناچتی پھرتی ہے چھچھوندر
آواز کبھی دیتی ہے شُوں شُوں کبھی شر شر
مہتابیوں کا رنگ ہے ان سب سے نرالا
کر دیتی ہیں کیسا یہ اندھیرے میں اُجالا
ہوتی ہیں کبھی سُرخ۔ کبھی سبز۔ کبھی زرد
مہتابیوں کے آگے تو مہتاب بھی ہے گرد
اس وقت گلی کوچوں کے سب بند ہیں رستے

کوٹھوں سے بھی پھُل جھڑیوں کے ہیں پھُول برستے
لڑکے ہیں شریر آپ اِدھر آئیں نہ صاحب
ہاں مُفت میں کپڑے کہیں جل جائیں نہ صاحب
یہ چھوڑتے ہیں آ کے اچانک جو پٹاکا
کانوں میں بڑے زور کا ہوتا ہے دھماکا



تیتری

چمن میں اُڑ رہی ہے ایک ننھّی سی پری دیکھو
بہت ہی خُوب صُورت بھولی بھالی تیتری دیکھو
ذرا سی ہے مگر دیکھو تو کس پھرتی سے اُڑتی ہے
کبھی آگے کو بڑھتی ہے کبھی پیچھے کو مُڑتی ہے
گئی وہ اُس طرف۔ جاتے ہی لوٹی۔ پھر اِدھر آئی
کبھی اس پھُول پر آئی۔ کبھی اُس پھُول پر آئی
سُنہری پر ہیں اس کے۔ دھوپ میں کیسے چمکتے ہیں!
کرن سُورج کی پڑتی ہے۔ تو کُندن سے دمکتے ہیں
چمن میں کرتی پھرتی ہے یہ کیسا تانا بانا سا؟
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ہے اس کا ارادہ کیا؟

کھلنڈری ہے بہت۔ کیا کھیلتی پھرتی ہے پھولوں ہیں!
کبھی ہے گھیرتی اُن کو۔ کبھی گھِرتی ہے پھولوں میں
بہت نازک ہیں پر اس کے۔ بہت خوش رنگ رنگ اس کا
یہ ننّھی تیتری اُڑتا ہؤا اِک پھُول ہے گویا
بہار آتی ہے دُنیا میں تو فوراً یہ بھی آتی ہے
کہ ہلکی دُھوپ میں پھُولوں کی خوشبو اس کو بھاتی ہے
بہت چھوٹا سا جسم اس کا۔ بہت ننّھی سی جان اِس کی
ذرا سا تو ہے کیڑا۔ اس پہ ایسی آن بان اِس کی
اکیلی تو نہیں ہے بیسیوں ہیں اَور بھی دیکھو
یہاں پر تیتری ہے آج زنگار رنگ کی دیکھو
ہر اک ایسی ہی اچھّی۔ خوش نما ہے اور پیاری ہے
کسی کا رنگ ہے ایک اور کسی میں کوئی دھاری ہے
کوئی ہے سُرخ کوئی زرد ہے اور کوئی کالی ہے

سبھی ہیں خوب صورت اور اک سے نرالی ہے
چمن میں ہر طرف رس چوستی پھرتی ہیں پھولوں کا
مزا لیتی ہیں جا جا کر ہری شاخوں کے جھولوں کا
نظر آتی نہیں سارے پرندوں میں بھی شان ایسی
کسی میں بھی نہیں پھرتیلا پن ایسا۔ اڑان ایسی



گنگا

اے شان دار گنگا
اے پُر بہار گنگا
گنگو تری سے نکلی۔ کیسی اُچھل اُچھل کر
اور پربتوں سے اُتری۔ پہلو بدل بدل کر

پتھر بہائے تُو نے۔ جو راستے میں آئے
کودی بلندیوں سے۔ جلوے عجب دکھائے
اک راہ میں بنائے۔ سو آبشار گنگا
اے شان دار گنگا
اے پُر بہار گنگا

وُہ اپنی رَو میں بہنا ! اُونچے سروں میں گانا
چڑیوں کا مست رہنا! سُن کر تیرا ترانا

اور وہ جو سُن کے نغمے - دیتے تھے داد تجھ کو
لیتے تھے گودیوں میں - جو شاد شاد تُجھ کو
کرتے ہیں یاد تُجھ کو - وُہ کوہسار گنگا
اے شان دار گنگا
اے پُر بہار گنگا

جنگل پہاڑ چھوڑے - میداں بسائے تو نے
اب اور ہی طرح کے - نقشے جمائے تو نے

گنگا بہائی ایسی - کھیتوں کو بھر دیا ہے

پَودوں کو جان دی ہے۔ پھُولوں کو زر دیا ہے
سیراب کر دیا ہے۔ ہر لالہ زار۔ گنگا
اے شان دار گنگا
اے پُر بہار گنگا

ہیں شہر پیارے پیارے۔ اکثر ترے کنارے
تیرتھ ترے کنارے۔ مندر ترے کنارے

جَل ہے ترا پوِتّر۔ مٹّی بھی تیری پیاری
پاکیزگی کی دیوی۔ پاکیزہ ہے تو ساری
تجھ کو ترے پُجاری۔ کرتے ہیں پیار گنگا
اے شان دار گنگا
اے پُر بہار گنگا

مشہور ہو گئی تُو - ہندوستاں کی ماتا
تُجھ میں ہر ایک ہندو - اشنان کو ہے آتا

ہندوستانیوں کی - ہمدم ہے تُو پُرانی
دُنیا میں کوئی دریا - تیرا نہیں ہے ثانی
ہے تیرا صاف پانی - امرت کی دھار گنگا
اے شان دار گنگا
اے پُر بہار گنگا

راتوں کو چاند تارے - لہروں میں جھومتے ہیں
پھولوں بھرے کنارے - پیروں کو چُومتے ہیں

سُورج بکھیرتا ہے - کرنوں کے ہار تجھ پر

اور کرتی ہیں ہوائیں نقش و نگار تجھ پر
سب ہیں نثار تجھ پر۔ سب ہیں نثار گنگا
اے شان دار گنگا
اے پُر بہار گنگا



عید

چاند جب عید کا نظر آیا
حال کیا پُوچھتے ہو خوشیوں کا
آسماں پر ہوائیاں چھوٹیں
نوبتیں مسجدوں میں بجنے لگیں
شُکر سب خاص و عام کرنے لگے
اور باہم سلام کرنے لگے
ننھّے بچّے ہیں خاص کر مسرور
کہتے ہیں عید اب ہے کتنی دُور؟
مائیں کہتی ہیں کچھ نہیں اب دور
صبح آجائے گی یہاں پہ ضرور

آؤ کھا پی کے سو رہو چُپ چاپ
آئے گی عید صبح آپ ہی آپ
بچّوں کی آنکھ میں ہے نیند کہاں؟
ہیں انہیں تو چڑھی ہوئی خوشیاں
ہو گئی رات کاٹنی مشکل
کل کے دن پر لگا ہؤا ہے دل
بچّیوں نے لگائی ہے مہندی
رنگیالی منگائی ہے مہندی
اچھّے اچھّے بنائے ہیں کپڑے
سب نئے سِل کے آئے ہیں کپڑے
بچّے بے اعتبار ایسے ہیں
اُن کو رکھ کر سرہانے سوئے ہیں
آ گئی نیند سو گئے بچّے

بارے خاموش ہو گئے بچے
خواب بھی عید ہی کے آتے ہیں
سونے سے اُٹھ کے بیٹھ جاتے ہیں

صبحِ صادق کا ہو گیا ہے ظہور
ساری دُنیا پہ چھا گیا اِک نُور
چڑیاں پیڑوں پہ چہچہانے لگیں
عید کے گیت مِل کے گانے لگیں

شرق پہ جلوہ گر ہُوا سُورج
آج ہے کچھ نیا نیا سُورج
تاج خوب اُس نے آج پہنا ہے
سُرخ کرنوں کا تاج پہنا ہے

ہر مُسلمان باغ باغ ہے آج

آسماں پر ہر اک دماغ ہے آج

صُبح اُٹھتے ہی سب نے غُسل کیا

پہنا اُجلا لباس عطر ملا

مائیں نہلا رہی ہیں بچّوں کو

خوب بہلا رہی ہیں بچّوں کو

بچّے خوش ہوں یہی ہے ساری عید

اُن کے بچّوں کی عید۔ اُن کی عید

بچیوں نے بھی سر گُندھایا ہے

ماؤں نے خُوب اُنہیں سجایا ہے

جوڑے رنگین سب نے پہنے ہیں

چاندی سونے کے سارے گہنے ہیں

اوڑھنی پر ٹکا ہُوا گوٹا

دیکھنا! ہے دمک رہا کیسا!

بھائیوں کو بلاتی پھرتی ہیں

اپنے کپڑے دکھاتی پھرتی ہیں

ہاتھ مہندی رنگے دکھاتی ہیں

خوش ہیں ہنسی ہیں کھِل کھِلاتی ہیں

اور لڑکے بھی ہو گئے تیّار

سر پہ باندھی ہے لٹ پٹی دستار

خوش نما سب نے سوٹ پہنے ہیں

اور پیروں میں بوٹ پہنے ہیں

کیا جُھک کر سلام ماؤں کو

باپ دادوں کو اور چچاؤں کو

سب سے پیسے جھگڑ جھگڑ کے لئے

رُوٹھ کر ضد سے اور اَڑ کے لئے

ہاتھ میں لکڑی جیب میں رومال
چلتے پھرتے ہیں کیا ٹھمکتی چال

ہو چکی اب تو خوب تیاری
اور سویّوں کی آگئی باری

فرش پہ بچھ گیا ہے دسترخوان
مل کے بیٹھے ہیں بچے۔ بوڑھے جوان

سامنے ہے بھری ہوئی تھالی
ہیں سویّاں بھی خوب رومالی

خوب کھاتے اور کھلاتے ہیں
یوں خوشی عید کی مناتے ہیں

لوگ سب عید پڑھ کے نکلے ہیں

گویا پروان چڑھ کے نکلے ہیں

خوش ہیں سب اور کرتے ہیں خیرات
لوٹتے ہیں ثواب ہاتھوں ہات

جان پہچان ملتے ہیں اکثر
عید ملتے ہیں سب گلے مل کر

بچے بالے بھی ساتھ ہیں سارے
جو کہ ہیں عید دیکھنے آئے

اُن کو میلا دکھاتے پھرتے ہیں
چیزیاں بھی کھلاتے پھرتے ہیں

بچے لٹو ہوئے کھلونوں پر
وہ بھی جھولی میں رکھ لئے لے کر

کیوں نہ ہو کھیل کا یہی سن ہے
اور پھر آج عید کا دن ہے

رہٹ

سُہانی ہے اور میٹھی میٹھی صدا ہے
اُدھر دیکھنا وہ رہٹ چل رہا ہے

ذرا آؤ تو پاس سے چل کے دیکھیں
اگر بھیڑ کم ہو تو ہم بھی نہالیں

اہا ہا! درختوں کی ہے چھاؤں کیسی
کلیجے میں۔ آنکھوں میں ٹھنڈک سی آئی

رہٹ کا کنُواں بھی بہت ہی بڑا ہے
درخت ایک پیپل کا اُس میں اُگا ہے

تعجّب ہے ان پُختہ اینٹوں کے اندر
یہ اتنا بڑا پیڑ اُگ آیا کیونکر؟

کنوئیں میں سے بھر بھر کے آتی ہیں ٹنڈیں
منوں پانی لاکر بہاتی ہیں ٹنڈیں

وہ گرتا ہے نالی سے کیا صاف پانی!
ہے آئینے کی طرح شفّاف پانی

یہ کرتا ہے سرسبز ترکاریوں کو
بناتا ہے گلزار یہ کیاریوں کو

تر و تازہ ہو جاتے ہیں بیل بُوٹے
طراوت سی آتی ہے آنکھوں میں جن سے

ہری کھیتیوں کی یہ اصلی غذا ہے
کسانوں کی کشتی کا یہ ناخُدا ہے

ہے چکّر سے آواز گانے کی آتی
کنوئیں میں پری تو نہیں کوئی گاتی؟

سمجھ میں تو آتی نہیں اس کی بولی

مگر یہ سُریں ہیں بہت میٹھی میٹھی

بہت ہی بھلا ہے رہٹ کا نظارا

یہی اب تو جی چاہتا ہے ہمارا

یہاں بیٹھ کر آج کا دن گزاریں

کتابیں پڑھیں اور دیکھیں بہاریں

ہواؤں میں ٹھنڈک ہے پیارا سماں ہے

یہ آرام کمروں میں اپنے کہاں ہے؟



بَرسات

دیکھنا! مغرب کی جانب دیکھنا!!
اُٹھ رہی ہے کس قدر کالی گھٹا
اُٹھتے ہی سُورج کے سر چڑھنے لگی
آسماں پر ہر طرف بڑھنے لگی
یک بیک چلنے لگی ٹھنڈی ہوا
واہ کیا موسم سُہانا ہوگیا!
دُھوپ رُخصت ہوگئی گرمی گئی
لیجئے رُت آگئی برسات کی

باد لوں کی ہر طرف فوجیں بڑھیں
موٹی موٹی بُوندیاں گرنے لگیں

لوگ بھاگم بھاگ گھر جانے لگے
صحن سے سامان اُٹھوانے لگے

اے لو یہ آیا جھڑاکا زور کا
مُوسلا دھار اب تو مینہ پڑنے لگا
تھی زمیں گرمی سے مُردہ۔ جی گئی
جس قدر پانی ملا۔ سب پی گئی
سب پُرانے گھر ٹپکنے لگ گئے
لوگ چیزیں اپنی ڈھکنے لگ گئے
کرتی پھرتی ہیں ہوائیں سائیں سائیں
گرتے ہیں پرنالے کیسے دھائیں دھائیں
چل رہے تھے جو مُسافر رُک گئے
راہ میں بیٹھے ہیں پیڑوں کے تلے

ہے یہاں بھی کس قدر ٹپکے کا زور
ہو گئے پانی سے کپڑے شور بور

مینھ برسنے سے بہت خوش ہیں کسان
آج اُن کی جان میں آئی ہے جان
آج کھیتوں کا نصیبا جاگ اُٹھا
گویا سوکھے دھانوں پانی پڑ گیا

بچے پھرتے ہیں نہاتے ہر طرف
شور کرتے غُل مچاتے ہر طرف
مل کے ہنستے ہیں جو گرتا ہے کوئی
اُس کا گرنا اور ان کی دل لگی
لگ رہی ہیں لڑکیاں پکوان میں
گھی شکر آٹے کے ہیں سامان میں

آج تو ہر گھر سے اُٹھتا ہے دھواں
پکتی ہیں میٹھی سلونی - پُوریاں

جب پکا لیتی ہیں کچھ چکھتی بھی ہیں
بھائیوں کے واسطے رکھتی بھی ہیں

شام ہونے آئی مینہ تھمتا نہیں
مینہ تھمے تو سیر کو نکلیں کہیں

خیر کل دیکھیں گے چھٹی کی بہار
ہے سنیچر آج کل ہے اتوار

اب تو کچھ کھا پی کے چُپکے ہو رہیں
کھڑکیاں کھولیں ہوا میں سو رہیں

ہوگئی رات اب جلا لاؤ چراغ
گُھپ اندھیرا چھا گیا - لاؤ چراغ

دیکھنا کتنے پتنگے آ گئے!
کل نہ تھے. یہ آج کیسے آ گئے؟
آنکھیں جھپکاتی ہے بجلی کی چمک
دِل کو دہلاتی ہے بادل کی کڑک
آج تو مینڈک بھی ٹرّانے لگے
راگنی برسات کی گانے لگے
واہ وا۔ آئی ہے کیا ٹھنڈی ہوا!!
چھا گیا۔ آنکھوں پہ پردہ نیند کا



دھنک

آج بادل خوب برسا اور برس کر کھل گیا
گلستاں کی ڈالی ڈالی۔ پتّا پتّا دھل گیا
دیکھنا! کیا دھل گیا سارے کا سارا آسماں
اودا اودا۔ نیلا نیلا۔ پیارا پیارا آسماں
ہٹ گیا بادل کا پردہ۔ مل گئی کرنوں کو راہ
سلطنت پر اپنی پھر خورشید نے ڈالی نگاہ
دھوپ میں ہے گھاس پر پانی کے قطروں کی چمک
مات ہے اس وقت موتی اور ہیرے کی دمک
دے رہی ہے لطف کیا سرسبز پیڑوں کی قطار
اور ہری شاخوں پہ ہے رنگین پھولوں کی بہار

کیا پرندے پھر رہے ہیں چہچہاتے ہر طرف
راگنی برسات کی خوش ہو کے گاتے ہر طرف
دیکھنا! وہ کیا اچنبھا ہے۔ ارے۔ وہ دیکھنا!
آسماں پر۔ اُن درختوں سے پرے۔ وہ دیکھنا!
یہ کوئی جادو ہے۔ یا سچ مچ ہے اک رنگیں کماں؟
واہ وا! کیسا بھلا لگتا ہے یہ پیارا سماں
کس مصوّر نے بھرے ہیں رنگ ایسے خوش نما؟
اس کا ہر اک رنگ ہے آنکھوں میں جیسے کھُب گیا
اِک جگہ کیسے اکٹھے کر دئے ہیں سات رنگ؟
شوخ ہیں ساتوں کے ساتوں اک نہیں ہے مات رنگ
ہے یہ قدرت کا نظارا۔ اور کیا کہئے اِسے؟
بس یہی جی چاہتا ہے دیکھتے رہئے اِسے
ننھے ننھے جمع تھے پانی کے کچھ قطرے وہاں

اُن پہ ڈالا عکس سُورج نے بنا دی یہ کماں
دیکھو دیکھو اب مٹی جاتی ہے وُہ پیاری دھنک!
دیکھتے ہی دیکھتے گُم ہو گئی ساری دھنک
پھر ہوا میں مل گئی وُہ سب کی سب کچُھ بھی نہیں
آنکھیں مَل مَل کر نہ دیکھو۔ آؤ۔ اب کچُھ بھی نہیں

دھوبی کا راگ

ہوئی شام تو میں نے بھٹّی چڑھائی
بہت ساری آگ اُس کے نیچے جلائی
جوں ہی جا کے لیٹا بڑی نیند آئی
اندھیرے اُٹھا اور لادی اُٹھائی
سویرے سے پانی کے اندر کھڑا ہوں
چھُوا چھو۔ چھُوا چھو کئے جا رہا ہوں
چھُوا چھو۔ چھُوا چھو۔ چھُوا چھو۔ چھُوا چھو!

دئے مجھ کو لا لا کے لوگوں نے کپڑے
بہت ہی غلیظ اور مَیلے کُچیلے

بنادوں گا دھو دھا کے میں ایسے اُجلے
نظر آئیں گے پھر سفید اور سُتھرے
اسی واسطے دھوپ دِکھلا رہا ہوں
چُھوّا چھو۔ چُھوّا چھو کئے جا رہا ہوں
چُھوّا چُھو۔ چُھوّا چھو۔ چُھوّا چھو۔ چُھوّا چُھو!

لگا کر کلف پھر سُکھاؤں گا کپڑے
بہت جلد گھر لے کے جاؤں گا کپڑے
دُرست اِستری سے بناؤں گا کپڑے
نئے کر کے سارے دکھاؤں گا کپڑے
ہمیشہ اسی طرح کرتا رہا ہوں
چُھوّا چھو۔ چُھوّا چھو کئے جا رہا ہوں
چُھوّا چُھو۔ چُھوّا چُھو۔ چُھوّا چُھو۔ چُھوّا چُھو!

یہ کپڑے جو ہو جائیں تیار سارے
اکٹھے کروں گا دُھلائی کے پیسے
تو اُن سے پلیں گے مرے بال بچے
میں بنواؤں گا اپنی بیوی کے گہنے
یہ سب ٹھنڈا اسی واسطے کھا رہا ہوں
چھُوا چھو - چھُوا چھو کیئے جا رہا ہوں
چھُوا چھو - چھُوا چھو - چھُوا چھو - چھُوا چھو!



دسہرہ

کئی دن سے لگا کرتا ہے میلا رام لیلا کا
اکھاڑہ جمتا ہے میدان میں ہر شام لیلا کا
بہ ان ہر روزہ کی تیاریوں کا آخری دن ہے
جو سچ پوچھو تو اس میلے کا اصلی آج ہی دن ہے
لگائی ہیں دکانیں چھپّروں کی۔ شہر سے باہر
سجائی ہیں قرینے سے دکانداروں نے بڑھ چڑھ کر
کھلونے والے۔ تنبولی۔ بساطی اور حلوائی
ہے آدھے شہر کی خلقت تو سودا بیچنے آئی
ہوئی سہ پہر اب بڑھنے لگا ہے زور میلے کا
سُنائی دے رہا ہے دُور ہی سے شور میلے کا

بہت سے لوگ جو دیہات سے آتے ہیں گاتے ہیں
خوشی سے ہر طرف پھرتے ہیں۔ الغوزے بجاتے ہیں
چلے آتے ہیں لوگ اُمڈے ہوئے بس ایک تانتا ہے
یہ میلا ہے۔ سہرے کا کہ انسانوں کا دریا ہے؟
کسی کے ساتھ لڑکی ہے۔ کسی کے ساتھ لڑکا ہے
کہیں گم ہو نہ جائے بھیڑ میں اس کا بھی دھڑکا ہے
کوئی پیدل چلا آتا ہے۔ کوئی ہے سواری پر
کئی جاگیردار آئے ہیں۔ ہاتھی کی عماری پر
ہے اس میداں میں اک پُتلا بہت لانبا بہت موٹا
کھڑا ہے دوسرا بھی ساتھ ہی پر اس سے کچھ چھوٹا
یہ پُتلے۔ بانس اور کاغذ سے لوگوں نے بنائے ہیں
کھڑے ہیں جس طرح میدان میں لڑنے کو آئے ہیں!
وہ جس کے تن پہ دس سر ہیں۔ اسی کا نام راون تھا

یہ تھا لنکا کا راجہ ۔ رام چندر جی کا دُشمن تھا
اکڑ کر جو کھڑا ہے دوسرا ۔ راون کا بیٹا تھا
بڑا شہ زور تھا یہ بھی ۔ مگر قسمت کا ہیٹا تھا
اگر کچھ عقل ہوتی رام چندر جی سے لڑتے کیوں؟
یہ ظالم اپنی ہمّت دیکھتے ۔ اتنا اکڑتے کیوں؟
ہے رامائن میں لکھا حال لنکا پر چڑھائی کا
تھی راون کی تباہی بس نتیجہ اس لڑائی کا
زمانہ آج تک اس فتح کی خوشیاں مناتا ہے
لڑائی کا تماشہ ہر برس سب کو دکھاتا ہے
ابھی آئیں گے سیتا ۔ رام چندر اور لچھمن بھی
یہ کاغذ کے جو ہیں پُتلے بنے گی خُوب گت ان کی
فتیلے کو جلا کر آگ وہ اُن کو لگا دیں گے
دسہرے کو جلا کر خاک کر دیں گے مٹا دیں گے

لگی جب آگ دونو کو تو گولے خوب چھوٹیں گے
ڈریں گے تھرتھرا لے۔ اِک دوسرے پر آکے ٹوٹیں گے



بھکاری

جب شام کی سیاہی۔ آجائے آسماں پر
اِک کالی کالی چادر۔ چھا جائے ہر مکاں پر

جب رات ہو اندھیری۔ چھائی ہوئی گھٹا ہو
بجلی چمک رہی ہو۔ بادل گرج رہا ہو

جب گھر کے روزنوں سے۔ بوچھاڑ مینہ کی آئے
طُوفان زور پر ہو۔ باہر کوئی نہ جائے

سب لوگ جب ہوں بیٹھے۔ دروازے بند کرکے

بچے دبک گئے ہوں - ماں کی بغل میں ڈر کے

بیٹھی ہوں بیوہ مائیں بچّے گلے لگائے
بیٹے جو ہیں سفر میں - ان پر نظر جمائے

ہو زور کی لڑائی - پانی میں اور ہوا میں
کچھ بھی نہ دے سُنائی - پرنالوں کی صدائیں

اس وقت ایک لڑکا - کم زور اور لاغر
تم کو دکھائی دے گا - پھرتا ہوا سڑک پر

بالکل پھٹے پُرانے - کچھ چیتھڑے ہیں تن پر
بہتا ہے مینہ کا پانی - سوکھے ہوئے بدن پر

بھیگے ہوئے ہیں کپڑے۔ پانی ٹپک رہا ہے
دروازے پر کھڑا ہے۔ حسرت سے تک رہا ہے

یہ وقت رات کا ہے۔ اور رات ہے ڈرانی
اس وقت تم کو اُس پر۔ لازم ہے مہربانی

اے پیارے ننھّے بچّو۔ بیٹھے ہو تم گھروں میں
خوش ہو رہے ہو کیسے۔ دُنیا کی نعمتوں میں

اپنے سے کچھ بچا کر۔ دے دو اسے نوالا
خوش تُم پہ اس سے ہوگا۔ اللہ دینے والا



پہلی رات کا چاند

آہا ہا! اچھی امّاں چاند نکلا
نظر آتا ہے کیسا پیارا پیارا!
ہیں نوکیں اس کی پتلی اور چمک دار
بھلا لگتا ہے مجھ کو یہ نظارا

بہت پتلا سا۔ ننھّا سا۔ ذرا سا
ہمیشہ کاش یہ ایسا ہی رہتا!
ہمیشہ اس طرح دیتا دکھائی
نہ بڑھتا اور بس اتنا ہی رہتا

اگر اِک روز میں جاتا یہاں سے
تمہیں اور دوستوں کو ساتھ لے کر
اُچھلتا ۔ کُودتا ۔ اُڑتا ۔ اُڑاتا
یوں ہی بس جا پہنچتا آسماں پر

وہاں اس چاند پر میں بیٹھ جاتا
بہت ہنستا خوشی سے پُھولتا میں
پکڑ کر اس کی دونو پیاری نوکیں
ہوا میں خُوب جھولا جُھولتا میں

ستاروں کو ڈپٹ کر پھر یہ کہتا
ذرا ہٹ جاؤ میرے سامنے سے
نہیں تو کھاؤ گے اک ایسی ٹھوکر

لُڑھک جاؤ گے نیچے گر پڑو گے

کسی نے آج تک دیکھا نہ ہو گا
یہ جیسا خوش نما جھولا ہے میرا
یہاں تک جھولتا اس میں کہ آخر
وہیں پر مجھ کو ہو جاتا سویرا

وہاں سے پھر میں یہ بھی دیکھ لیتا
کہ دن کے وقت جاتا ہے کہاں چاند؟
مجھے گھر اپنے لے جا کر سُناتا
سب اپنی میٹھی میٹھی لوریاں چاند

میں نیلے آسماں کی سیر کرتا

چمکتے بادلوں میں گھومتا میں
لگاتا گردِ سورج کے بھی چکّر
خوشی سے کھیلتا اور جھومتا میں

وہاں سے پھر دھنک کو دیکھتا جب
وہ جس کے رنگ کھبتے ہیں نظر میں
بس اُس کے راستے سے پیاری امّاں!
اُتر آتا میں فوراً اپنے گھر میں

دیوالی

شہروں میں سب زرداروں نے
صرّافوں اور سُناروں نے
مُفلس نے دولت والوں نے
بزّازوں نے نقّالوں نے
بازار کے کاروباریوں نے
اور منڈی کے بیوپاریوں نے
حلوائیوں اور بساطیوں نے
سب اُونچی نیچی جاتیوں نے
ایک ایک دُکان سجائی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے

جھولی میں لچھمی لائی ہے

ہر اِک نے مکاں کو صاف کیا
کاغذ سے چھتوں کو غلاف کیا
سب گرد غبار اُڑا ڈالے
فرشوں سے داغ مٹا ڈالے
برتن بھی دھوئے کھلونے بھی
اور بٹّے ڈھبیّے پونے بھی
منڈیروں پر دیواروں پر
اور بیٹھکوں پر چوباروں پر
رنگیں قلعی پھروائی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے
جھولی میں لچھمی لائی ہے

دیوار پہ نقش و نگار کئے
پردے بھی نئے تیار کئے
جھاڑ اور فانوس بنائے ہیں
اور کُنڈوں میں لٹکائے ہیں
سیتا اور رام کی مُورتیں بھی
رادھا اور کرشن کی صورتیں بھی
لچھمن بھی دھنش کو اُٹھائے ہوئے
ارجن ہتھیار سجائے ہوئے
ہر اک تصویر لگائی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے
جھولی میں لچھمی لائی ہے

دیکھو ہے کیسی بھیڑ لگی!

دُکّانوں پر حلوائیوں کی
اُف توبہ کتنا ریلا ہے!
حلوائی ہے یا میلا ہے؟
بھر بھر کے تھال جلیبی کے
اور کچھ تازہ امرتی کے
بن بن کے باہر آتے ہیں
اور خالی ہوتے جاتے ہیں
لاؤ لاؤ کی دُہائی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے
جھولی میں لچھمی لائی ہے

چاندی ہے آج کمھاروں کی
وہ گشت میں ہیں بازاروں کی

کچھ ٹوکروں میں مٹّی کے دِئے
باقی ہیں گدھوں پر ساتھ لئے
سب سودا کرتے جاتے ہیں
اور جیبیں بھرتے جاتے ہیں
سرسوں کا تیل بھی بکتا ہے
اور عطر پھلیل بھی بکتا ہے
غرضیکہ خوب کمائی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے
جھولی میں لچھمی لائی ہے

رکھے ہیں دِئے منڈیروں پر
سرسوں کے تیل سے بھر بھر کر
رُوئی کی بتیاں ڈالی ہیں

باہر بھی ذرا سی نکالی ہیں
شام آئے گی تو جلائیں گے
اس رات کی شان دکھائیں گے
سہ پہر سے بچّوں بالوں کو
ان اپنے گھر کے اُجالوں کو
پوشاک نئی پہنائی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے
جھولی میں لچھمی لائی ہے

لو شام کا وقت بھی آ ہی گیا
ہلکا سا اندھیرا چھا ہی گیا
بادل کا دامن سُرخ ہُوا
مغرب کا گلشن سُرخ ہُوا

بازار کی رونق بڑھنے لگی
میلے کی ندّی چڑھنے لگی
سب لوگ چراغ جلانے لگے
قندیلیں بھی لٹکانے لگے

اب اصلی شان دکھائی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے
جھولی میں لچھمی لائی ہے

اب روشنیوں کا ظہور ہُوا
ہر ایک مکاں پُر نُور ہُوا
اب سارا شہر چراغاں ہے
خورشید کی طرح درخشاں ہے
ہر آنگن ایسا روشن ہے

اِک روشنیوں کا گُلشن ہے
اہّا! کیا خوب نظارے ہیں
فانوس نہیں ہیں تارے ہیں
کیا عُمدہ جوت جگائی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے
جھولی میں لچھمی لائی ہے

بازار میں بھیڑ بھڑکا ہے
ہر جانب دھکّم دھکّا ہے
ایک ایک کے اُوپر پلتا ہے
کھوّے سے کھوّا چھِلتا ہے
اس جگ مگ سے حیران بھی ہیں
واقف بھی کچھ انجان بھی ہیں

چُندھیا کر بھیڑ میں پھنستے ہیں
گرتے ہیں گر کر ہنستے ہیں
دیہات کی خلقت آئی ہے
لو پھر دیوالی آئی ہے
جھولی میں لچھمی لائی ہے



بھائی کی یاد

ابّا کو ابھی لکھ دو۔ بھیجیں مرے بھائی کو
جاتا ہوں اکیلا میں۔ مکتب میں پڑھائی کو

بھیّا سے نہیں بڑھ کر۔ یاں دوست کوئی میرا
اب اس کے بغیر امّی۔ لگتا نہیں جی میرا
بھیّا کو منگا بھیجو
خط لکھ کے بُلا بھیجو

سہ پہر کو جب مل کر۔ ہم کھیلنے جاتے تھے
خوش ہوتے تھے ہنستے تھے۔ پھولے نہ سماتے تھے

اِک دوسرے کے پیچھے۔ وہ دوڑنا سڑکوں پر
چھوٹا تھا مگر مجھ سے۔ بڑھ جاتا تھا وہ اکثر
بھیّا کو منگا بھیجو
خط لکھ کے بُلا بھیجو

ہر صُبح سویرے ہی۔ ہم باغ میں جاتے تھے
ہر قسم کے پھولوں سے۔ گلدستے بناتے تھے

پتّوں میں کبھی چھُپنا۔ آگے کبھی بڑھ جانا
اِس پیڑ پہ چڑھ جانا۔ اُس پیڑ پہ چڑھ جانا
بھیّا کو منگا بھیجو
خط لکھ کے بُلا بھیجو

وہ جھاڑیوں کے پیچھے۔ چھپ جانا مرا جاکر
وُہ شور مچا دینا۔ بھیّا کا مجھے پاکر

ہنستے ہوئے جھاڑی سے۔ وہ میرا نکل پڑنا
پھر باغ کے سبزے پر۔ دونو کا پھسل پڑنا

بھیّا کو منگا بھیجو
خط لکھ کے بُلا بھیجو

جب مدرسے کے لڑکے۔ آتے تھے بُلانے کو
اتوار کو ندّی پر۔ جاتے تھے نہانے کو

اک مرتبہ پھسلن میں۔ پاؤں مرا پھسلا تھا
بھیّا نے وہاں مجھ کو۔ گرنے سے بچایا تھا

بھیّا کو منگا بھیجو
خط لکھ کے بُلا بھیجو
اب اُس سے کسی شَے پر۔ ہرگز نہ اڑوں گا میں
وہ مجھ سے لڑے چاہے۔ اُس سے نہ لڑوں گا میں

آجائے تو مَیں اس کو۔ فُٹ بال بھی دے دوں گا
اور اپنا وہ ریشم کا۔ رومال بھی دے دوں گا
بھیّا کو منگا بھیجو
خط لکھ کے بُلا بھیجو

تاروں بھری رات

لو رات آئی
دُنیا پہ چھائی
نیندوں نے آکر۔ ڈالا ہے ڈیرا
آنکھوں میں ایسا۔ کاجل بکھیرا
سارے جہاں میں
چھایا اندھیرا
اکثر گھروں کی۔ ہے روشنی گُل
کھیت اور جنگل۔ تاریک بالکل
انسان۔ حیوان
جاں دار۔ بے جان

چُپ ہو رہے ہیں۔ یا سو رہے ہیں
لو رات آئی
دُنیا پہ چھائی

اے سونے والو!
چادر ہٹا لو
دیکھو فلک پر۔ روشن ہیں تارے
چہرے ہیں ان کے۔ کیا پیارے پیارے
ہیں قابلِ دید
ان کے نظارے
ہے آسماں بھی۔ کیا صاف سُتھرا!
اِک نیلی نیلی۔ چادر ہے گویا
جس پر سجی ہے

بیٹھی ہوئی ہے
پُر نُور محفل۔ مسرور محفل
اے سونے والو!
چادر ہٹا لو

ہے یہ نظارا
دن سے بھی پیارا
اِک کھیت ہے یہ۔ جس میں خُدا نے
دُنیا کی خاطر۔ بوتے ہیں دانے
اور چاہتا ہے
سُورج اُگانے
یا سائباں پر۔ ہیرے جڑے ہیں
یا چھت پہ موتی۔ بکھرے پڑے ہیں

یا ایک لشکر
میداں کے اندر
اُترا ہے آکر۔ شمعیں جلا کر
دن سے بھی پیارا
ہے یہ نظارا

~~~~~~~~

ہے کیا چمک دار
تاروں کا دربار
پھیلے ہوئے ہیں۔ تارے ہی تارے
رہتے ہیں یوں تو۔ خاموش سارے
کرتے ہیں لیکن
باہم اشارے
ندی کے اندر۔ مُنہ دیکھتے ہیں
~~~~~~~~

اور دل ہی دل میں۔ خوش ہو رہے ہیں
دریا کی لہریں
پانی کی نہریں
کیا سج رہی ہیں۔ تاروں بھری ہیں
ہے کیا چمکدار
تاروں کا دربار

اے پیارے تارو!
شب کے دُلارو!
ہاں صبح تک تُم۔ چمکے ہی جاؤ
بھٹکے ہوؤں کو۔ رستے دکھاؤ
ہم کو بھی ایسی
خدمت سکھاؤ

نیکی کریں ہم - اور نام چمکے
تاروں کی مانند۔ ہر کام چمکے
ہم کو سلیقہ
آ جائے ایسا
دُنیا کو ہم سے۔ آرام پہنچے
اے پیارے تارو!
شب کے دُلارو!



باہتمام سید حمید علی پرنٹر و پبلشر
اتحاد پریس بل روڈ لاہور میں باہتمام شیخ
امین الدین پرنٹر چھپوا کر شائع کیا۔

پھولوں کے گیت

حضرت اختر شیرانی اڈیٹر رسالہ رومان کی تمام مشہور نظمیں۔ ان میں کوئی نظم ہنساتی ہے۔ تو کوئی گدگداتی ہے۔ کوئی کہانی ہے۔ تو کوئی لطیفہ۔ کسی سے اخلاقی سبق ملتا ہے۔ تو کسی سے ہندوستان کی کسی مشہور عمارت کا نقشہ آنکھوں تلے پھر جاتا ہے۔ کسی میں بچوں کے کھیلوں کا ذکر ہے۔ تو کسی میں میلے ٹھیلے کا حال۔ غرض سب نظمیں مزے مزے کی اور زبانی یاد کر لینے کے قابل ہیں۔ ٹائیٹل کی سہ رنگ بلاک کی تصویر اتنی خوب صورت۔ کہ دیکھ کر طبیعت نہیں بھرتی۔ قیمت ۹ر

سدابہار

جناب سیفی سیوہاروی بچوں کے جذبات اور حرکات سکنات کا اس طرح مطالعہ کرتے ہیں۔ کہ اپنی نظموں میں بچے کی ہو بہو شوخی۔ شرارت اس کی زبان۔ اس کے میلان کا چربا اُتار دیتے ہیں۔ بچے ا[illegible] نظموں کے ایک ایک مصرعے پر جان دیتے ہیں۔ ننھو[illegible] کھانے پینے کی چیزوں کے لئے ان کی حرص بہجلیوں کے [illegible] شرارتیں۔ ان کی میٹھی بولی کے چھوٹے چھوٹے لفظو[illegible] خوبی سے بیان کی ہیں۔ کہ بچے بے حد لطف اُٹھاتے ہیں قیم[illegible]

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار پھول۔ لاہور